گرمئ حالات

ڈاکٹر وسیم صدیقی
10/8th Road North, Ahmadi-61008
Kuwait

منیلا کے ہوٹل سانگریلا میں ٹھہرے ہوئے ظفر کو ایک ہفتہ ہو رہا تھا۔ ہوٹل بہت شاندار تھا۔ منیلا کا سب سے بہترین فائیو اسٹار ہوٹل۔ اسے منیلا کی ایک فائنس کمپنی نے بلایا تھا۔ اسے فائنس منیجمنٹ پر اس کمپنی کے منیجرس کو دو ہفتے کی ٹریننگ دینی تھی۔

وہ اس وقت ہوٹل کی لابی میں بیٹھا کافی کی چسکیاں لے رہا تھا۔ رات کافی ہو چکی تھی لیکن اسے سونے کی کوئی جلدی نہیں تھی کیونکہ دوسرے دن اتوار تھا۔ ہوٹل کے باہر کا موسم بہت خراب ہو رہا تھا۔ وہ لابی میں لگے ہوئے بڑے بڑے شیشوں سے باہر کا معائنہ کرنے لگا۔ تیز بارش ہوا کے جھکڑوں کے ساتھ طوفان کا سا منظر پیش کر رہی تھی۔ تبھی باہر سے ایک لڑکی ہوٹل کی لابی میں داخل ہوئی اور ہوٹل کے Reception کی طرف چلی گئی۔ وہ اچھی خاصی بھیگ گئی تھی۔ یہ تو ہندوستانی لڑکی لگتی ہے۔ تیکھے ناک نقشے والی۔ جینس پر ڈھیلا سا کرتا پہنے ہوئے جو بھیگ کر اس کے بدن سے چپک گیا اور بارش کی بوندیں اس کے چہرے پر موتیوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ وہ ریسپشن پر کھڑی ریسپشنسٹ سے بڑی دیر تک بات کرتی رہی پھر آکر لابی کے صوفے پر بیٹھ گئی۔ یہ تیسرا ہوٹل ہے جہاں کمرہ نہیں ملا۔ وہ بڑبڑائی تھی۔ اب اپنا پرس کھول کر اسمیں سے ٹشو پیپر نکال کر اپنا چہرہ پونچھ رہی تھی۔

شاید آپ اس ہوٹل میں رکنا چاہ رہی تھیں اور آپ کو کمرہ نہیں ملا؟؟۔ ظفر نے اس سے سیدھا سوال کر دیا۔

وہ ظفر کی طرف دیکھنے لگی۔ شاید اب تک اسے ظفر کی موجودگی کا احساس نہیں تھا۔

''میں بھی انڈین ہوں فائنس کنسلٹنٹ۔ یہاں بزنس ٹرپ پر آیا ہوں۔ اسی ہوٹل میں ٹھہرا ہوں—— آپ کے کسی کام آسکوں تو بتایئے''۔

''فی الحال اس ہوٹل میں کوئی کمرہ دلوا دیجئے تو میں بہت ممنون ہوں گی۔ اب اس بارش اور طوفان میں میری ہمت نہیں کہ کہیں اور جاؤں''۔

ظفر نے کہا دیکھیے میں کوشش کرتا ہوں۔

وہ اٹھ کر ہوٹل کے ریسپشن پر جانے لگا اور اس کے پیچھے پیچھے وہ بھی چل دی۔ ظفر کیونکہ پچھلے ایک ہفتے سے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا اسلیے ریسپشنسٹ سے اچھی خاصی ہائے ہیلو تھی۔ ان خاتون کو کہیں ایڈجسٹ کر دو یہ اس بارش طوفان میں اب کہاں جائیں گی۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں سر لیکن اس ہوٹل میں کہیں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں صرف ایک حل نکل سکتا ہے کہ آپ کے کمرے میں ایک ایکسٹرا بیڈ ڈلوا دیا جائے''۔

ریسپشنسٹ نے مشورہ دیا اور ظفر کچھ سٹ پٹا سا گیا۔ اس نے لڑکی کی طرف دیکھا پھر بولا ''نہیں یہ حل نہ ہی مجھے قابل قبول ہے اور نہ ہی انہیں قبول ہوگا''۔

اس نے ریسپشنسٹ کا شکریہ ادا کیا اور پھر دونوں لابی کے صوفے پر آکر بیٹھ گئے۔

''آپ تنہا اس وقت منیلا میں کیسے؟'' اس نے لڑکی سے سوال کیا۔

''میرا نام رشمی ہے۔ رشمی اگروال۔ میں نیوز ٹائمس میں جرنلسٹ ہوں۔ یہاں ایشیا اسپورٹس کے کوریج کے لیے آئی ہوں۔ مجھے اپنی ٹیم کے ساتھ آنا تھا لیکن دہلی میں موسم خراب ہونے کی وجہ سے میرے ساتھیوں کی فلائٹ چھوٹ گئی اور مجھے یہاں اکیلے ہی آنا پڑا۔ باقی لوگ شاید کل تک آجائیں''۔ رشمی کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے اور ظفر سوچ رہا تھا کہ یہ ابھی سفر کر کے آئی ہے۔ پوری بھیگ چکی ہے۔ اسکی طبیعت خراب ہو سکتی ہے۔ اس نے رشمی کی طرف دیکھا اور بولا۔ ''آج میں نے دن بھر کمرے میں آرام کیا ہے اور خوب سویا بھی ہوں۔ اب صبح ہونے میں صرف چار پانچ گھنٹے باقی ہیں۔ یہ وقت میں لابی میں صوفے پر بیٹھ کر گزار سکتا ہوں۔ آپ میرے کمرے میں جا کر سو سکتی ہیں''۔

''آپ میرے لیے اتنی تکلیف کیوں اٹھائیں گے۔ آپ تو مجھے جانتے بھی نہیں''۔

''میں آپ کو جان گیا۔ آپ کے آرٹکلس نیوز ٹائمس میں پڑھ چکا ہوں۔ یہ لیجیے میرے کمرے کی چابی اور آپ میرے کمرے میں جا کر سو جایئے''۔

رشمی تھوڑا سا ہچکچائی اور پھر اس نے چابی پکڑ لی اور بولی کہ مجھے اچھا نہیں لگ رہا ہے کہ آپ لابی میں صوفے پر بیٹھ کر ساری رات گزار دیں۔ ایسا کیجیے جیسا کہ وہ ریسپشنسٹ کہہ رہی تھی آپ اپنے کمرے میں ایک ایکسٹرا بیڈ ڈلوا دیں''۔

''نہیں مجھے نیند نہیں آرہی ہے میرا یہاں آرام سے وقت کٹ جائے گا۔ صبح ناشتہ آپ کے ساتھ کمرے میں کروں گا۔ گڈ نائٹ'' اس نے رشمی سے کہا تھا اور رشمی بھی گڈ نائٹ کہہ کر ہوٹل کی لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔

ظفر سوچ رہا تھا اس طرح صوفے پر بیٹھ کر رات گزارنا تکلیف دہ ہے لیکن ایک مشرقی لڑکی کو اس طرح بے یار و مددگار چھوڑنا بھی مناسب نہیں۔ صوفے پر بیٹھے بیٹھے ابھی ایک ہی گھنٹہ گزرا تھا کہ اس کی ٹانگیں اکڑنے لگیں۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ کسی طرح پھیل کر لیٹ جائے۔ تبھی اسے ایملی اس کی طرف آتی نظر آئی۔ ''ارے مسٹر ظفر اتنی رات یہاں تنہا کیوں بیٹھے ہو''۔ ظفر کو اسے پوری کہانی بتانی پڑی۔ تفصیل جان کر وہ ہنس پڑی اور بولی تم لوگوں کی یہ باتیں میری سمجھ سے باہر ہیں''۔ ایملی اس ہوٹل کے پارلر میں مساجر تھی اور وہیں ہوٹل میں رہنے کے لیے اسے کمرہ ملا ہوا تھا۔ اس نے کہا ''تم میرے کمرے میں جا کر سو جاؤ۔ وہاں ایک ایکسٹرا بیڈ بھی پڑا ہے۔ اور پھر میں ایک گھنٹے بعد ڈیوٹی پر جا رہی ہوں''۔ وہ ظفر کو جانتی تھی کیونکہ اس نے ایک دو بار ظفر کا نیک اور شولڈر کا مساج بھی کیا تھا۔ ظفر کو اکثر اسٹف نیک کی شکایت رہتی تھی۔ ظفر صوفے پر بیٹھے بیٹھے اتنا تھک چکا تھا کہ اس نے اس موقع کو غنیمت جانا اور وہ ایملی کے ساتھ اس کے کمرے میں پہنچ گیا۔

''واقعی نیند کتنی اہم چیز ہے۔ صوفے پر بیٹھے بیٹھے پوری کمر درد کرنے لگی''۔ اس نے ایملی سے کہا۔ ''ابھی میرے پاس ایک گھنٹہ ہے اگر تمہیں مساج چاہیے تو میں کر سکتی ہوں۔ سارا کمر کا درد بھاگ جائے گا''۔

ظفر نے سوچا ہو سکتا ہے مساج سے اس کو

بقیہ صفحہ نمبر 30 پر

''وہاں جو اس جگہ دو تین گلاب تھے کیا ہوئے؟'' انہوں نے بھولو سے دریافت کیا

''میں نے لئے ہیں میڈم! پوجا کے لئے ـــ'' بھولو نے ایمانداری کے ساتھ جواب دیا۔

یہ جواب سن کر انیتا پٹوردھن نے اطمینان کا سانس لیا۔

''کوئی کام تھا میڈم!''

''ہاں......'' وہ کچھ سوچ کر بولی'' شام کو نہا دھو کر صاف ستھرے کپڑے پہن کر آنا''

''کوئی پارٹی ہے؟'' بھولو نے سوال کیا

''ہاں......''

''کچھ لانا ہے بازار سے؟''

''میں فون کر کے منگوا لونگی ـــ تم اپنا کام کرو ـــ''

انیتا پٹوردھن باتھ روم میں گھس گئی۔ اسے اپنا سراپا دیکھنے کی عادت ہو گئی تھی۔ اسے ایسا لگا کہ چالیس سال کی عمر میں بھی وہ ۱۶ سال کی انیتا ہے۔ آج بھی اس کے بدن میں لاوہ ہے جو ابلنے کے لئے بے چین ہے۔ دل میں امنگیں ہیں۔ مسٹر پٹوردھن جیسے پھسپھسے آدمی کے ساتھ زندگی کے آٹھ دس سال انہوں نے برباد کر دئے۔ یہ شخص دل کا ڈاکٹر تھا لیکن دل میں اٹھنے والی لہروں کا کھیل نہیں جانتا تھا۔ اسے اتنی خوبصورت بیوی کی کمپنی سے ان بور لوگوں کی کمپنی اچھی لگتی تھی جو مفت کی شراب پی کر نہایت بے حیائی کے ساتھ اسی کے سامنے اس کی بیوی کے حسن کے قصیدے پڑھنے لگتے ہیں اور وہ شخص اسی بات سے خوش ہے کہ وہ ایک انتہائی خوبصورت بیوی کا شوہر ہے۔ دوپہر کے وقت وہ کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگاتی تھی لیکن پتہ نہیں آج اسے کیا ہو گیا۔ اس نے فریج سے شراب کی بوتل نکالی اور ایک پیگ بنایا۔ کمرہ میں اس کے علاوہ دوسرا کوئی نہیں تھا۔ سامنے مسٹر پٹوردھن کی ایک تصویر دیوار پر لگی تھی۔ اس نے اپنا گلاس اٹھایا اور آہستہ سے کہا'' چیرز مسٹر پٹوردھن! مائی یوزلیس ہزبنڈ! تم نے اپنی خوبصورت بیوی کے خوبصورت جسم کی قدر نہیں کی''۔

شام کی پرچھائیاں گہری ہو چکی تھیں۔ اس نے کھڑکی کھول دی۔ باہر کوئی نہیں تھا۔ بھولو بھی اپنا کام ختم کر کے اپنے کوارٹر میں چلا گیا تھا۔ باہر باغ کے ایک کونے میں ایک چھتری تھی جس کے نیچے دو تین کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ وہ اکثر شام کے وقت یہاں آ کر بیٹھ جاتی تھی۔ باغ میں ناریل کے کئی پیڑ تھے۔ بھولو ایک کونے میں سبزیاں بھی اگا لیتا تھا۔

اتنے میں شام کی دھندلی روشنی میں اسے بھولو اپنے کوارٹر سے باہر نکل کر آتا نظر آیا۔ وہ نہا دھو کر دھلا دھلایا کرتا اور پائجامہ پہن رکھا تھا۔ پیر میں چپل تھی۔ انیتا کو سامنے دیکھ کر وہ سیدھا وہاں چلا آیا

''میڈم!...... پارٹی؟''

''چوپڑہ کو فون کر دو۔ سب کو اطلاع کر دیں پارٹی کینسل ہو گئی میں باہر جانے والی ہوں'' ۔

بھولو فون کرنے کے لئے اندر گیا اور اس کے پیچھے پیچھے انیتا۔

بھولو نے حسب ہدایت فون کر دیا۔ اپنے پیچھے انیتا کو دیکھ کر اس نے کہا'' فون کر دیا میڈم!......''

''ادھر آؤ......''

وہ کسی روبوٹ کی طرح اس کے پیچھے پیچھے بیڈ روم تک آ گیا۔

''تم پہلوانی کرتے ہو؟'' انیتا نے اچانک سوال کیا۔

''اپنا شرٹ اتار کر بتاؤ تم نے کتنی باڈی بنائی ہے''۔

''جی ......میڈم'' وہ گھبرا گیا...... اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا۔

''شرماتے کیوں ہو؟...... وہ چوپڑہ صاحب کہہ رہے تھے تمہارے پولیس verification کی ضرورت ہے''

''پولیس ویری فکیشن؟'' وہ گھبرا گیا'' میں نے کیا کیا ہے؟''

''بڑے معصوم بنتے ہو؟ کسی کا دل چرایا ہے۔ کسی کی راتوں کی نیندیں چرائی ہیں''

وہ بری طرح گھبرا گیا'' نہیں میڈم! میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا''

''بہت پہلوان بنتا ہے؟ ویری فکیشن میں سب پتہ چل جائیگا ـــ''

''نہیں میڈم!......'' وہ اس کے سامنے ہاتھ کر جوڑ کر کھڑا ہو گیا

''پھول چراتا ہے؟ آنکھوں کے اندھے! تیرے سامنے سراپا بہار کھڑی ہے ـــ''

بیڈ روم میں روشنی مدھم تھی۔ بھولا اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہا تھا کہ میڈم کے جسم کے کپڑے کہاں غائب ہو گئے۔

●●

بقیہ : گرمیٔ حالات

فائدہ ہوا اور حامی بھر دی۔

میں اس وقت مساج کی فیس نہیں لوں گی تم میرے مہمان ہو۔ فری مساج۔ وہ مسکرائی تھی۔

اب ایملی کی نازک نازک انگلیاں کسی کرنٹ کی طرح ظفر کی کمر پر دوڑ رہی تھیں۔ رات، تنہائی، تھکن اور ایملی کی مترنم آواز اور مشاق ہاتھوں نے اس مساج کو کچھ اور ہی شکل دے دی اور پھر تھوڑی دیر میں یہ فری مساج ٹوٹل فری ہو گیا تھا۔

ایملی اپنی ڈیوٹی پر جا چکی تھی اور ظفر سوچ رہا تھا یہ سب اچانک کیسے ہو گیا۔ سات سمندر پار بیٹھی ہوئی اپنی بیوی کو اس نے ایک ہی پل میں کتنا بڑا دھوکہ دے دیا۔ اسے پتہ نہیں کب نیند آ گئی تھی۔ جب آنکھ کھلی تو اچھا خاصا اجالا ہو چکا تھا۔ اور رات کے گناہ کا احساس اسے شدت سے ہو رہا تھا۔

اچانک اسے رشمی کا خیال آیا جو اس کے کمرے میں سونے کے لیے گئی تھی۔ ظفر نے ہاتھ منہ دھویا اور کمرے کی طرف چل دیا۔ رشمی بہت دیر سے اٹھی ہوئی تھی۔ کیسی نیند آئی۔ اس نے رشمی کی خیریت دریافت کی۔ ''جی ہاں بہت اچھی۔ آپ کا بہت بہت شکریہ لیکن آپ نے میری وجہ سے بہت تکلیف اٹھائی۔ رات بھر لابی میں صوفے پر بیٹھے رہے۔ واقعی آج کل کون کسی کے لیے اتنی تکلیف اٹھاتا ہے''۔

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں''۔ ظفر نے مختصر سا جواب دیا۔ پھر اس نے اٹھ کر روم سروس کو ناشتے کا آرڈر دے دیا۔ ناشتہ آ گیا تھا اور رشمی نے جوس کا گلاس ظفر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا'' مسٹر ظفر حال ہی میں میں نے ایک مضمون لکھا تھا ابھی کہیں اشاعت کے لیے نہیں بھیجا ہے''۔

''کیسا مضمون؟''۔ ظفر نے اس سے دریافت کیا۔

''یہ مضمون میں نے ان مردوں پر لکھا تھا جو زیادہ تر بزنس یا نوکری کے سلسلے میں گھر سے دور رہتے ہیں۔ میں نے اپنے مضمون میں ایسے مردوں کی دھجیاں اُڑائی تھیں کہ یہ لوگ اعتبار کے قابل نہیں لیکن آپ نے میری ساری تھیوری فیل کر دی۔ اب اس مضمون کا کوئی مطلب نہیں رہ گیا''۔

رشمی نے اپنی اٹیچی کھول کر مضمون باہر نکال لیا اور اب وہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہی تھی۔

●●